قال اللہ تعالیٰ

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصدقۃ والصیام والصلوٰۃ

قالوا بلیٰ

قال صلاح ذات البین فان فساد ذات البین ھی الحالقۃ

(ترمذی شریف)

ولا الضالین

مسائل ستہ

میں

اکابر علمائے دیوبند کے اقوال فیصل

مرتب

احقر محمد عبد السلام بن مولانا الحافظ الحاج محمد عبد الاول بن ہادی بنگال

حضرت مولانا شاہ کرامت علی جونپوری کان اللہ لہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ واضح ہو کہ مشرقی بنگال کے بعض مقامات میں بعض مسائل اختلافیہ کو لیکر لوگوں نے نزاعی صورتیں پیدا کر دی ہیں کسی جگہ قیام میلاد شریف میں جنگ وجدال ہو رہی ہے کسی جگہ جماعت ثانیہ کے مسئلہ میں سختی سے کام لیا جا رہا ہے اور اکثر مقامات میں جہاں لوگ ہمیشہ سے بعد نماز جمعہ فرادیٰ نماز احتیاط الظہر (آخر الظہر) پڑھا کرتے تھے انکو اس نماز سے منع کیا جا رہا ہے۔ اور کسی جگہ ولا الضالین کی بحث چھڑی ہوئی ہے اور بعض مقام میں تو اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنے کو ممنوع قرار دیا جا رہا ہے پس ان اختلافات کو دیکھکر خیال ہوا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ زمانہ قدیم میں بھی ان مسائل میں اختلافات پیدا ہوئے تھے اور ہندوستان کے اکابر علماء خصوصاً علمائے دیوبند نے ان مسائل میں حق فیصلے بھی کر دئے ہیں جنکے موجود ہوتے ہوئے کسی جدید فیصلے کی ضرورت نہیں ہے البتہ رفع فساد باہمی کیلئے ضرورت ہے کہ علمائے کرام کے اُن فیصلوں کو انکی کتابوں سے چُن کر یکجا کر کے شائع کر دیا جائے تاکہ حق کے متلاشی انکو دیکھکر مطمئن ہوں اور بسہولت فساد کو رفع کر کے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ صلاح ذات البین صدقہ، روزہ، نماز سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس لئے کہ فساد دین کو برباد کر دیتا ہے۔

واللہ ولی التوفیق

امام العارفین قطب العالم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں سب جانتے ہیں کہ آپ جامع شریعت وطریقت تھے اور حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا شاہ رشید احمد محدث گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے پیر ومرشد تھے علاوہ ان حضرات کے سات آٹھ سو علماء سے زائد آپ کے مرید تھے جیسا کہ کتاب امداد المشتاق صفحہ ۱ میں نیز تذکرۃ الرشید صفحہ ۴۵ مرقوم ہے نیز امداد المشتاق صفحہ ۱ میں مرقوم ہے کہ ایک

شخص نے راس الاذکیا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی سے پوچھا کہ حضرت مخدوم عالم حاجی امداد اللہ صاحب عالم بھی ہیں اسکے جواب میں فرمایا عالم ہونا کیا معنے اللہ تعالیٰ نے انکی ذات کو عالم گر فرمایا ہے۔

گذارش ہے کہ حضرت مخدوم عالم مولانا حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے زمانہ میں جب بعض مسائل اختلافیہ کے سبب اختلافات شروع ہوئے اور جب جنگ جدال کی نوبت آئی تو اس وقت حضرت نے ایک فیصلہ طبع کرا کے شائع فرمایا جسکا نام فیصلہ ہفت مسئلہ ہے اس رسالہ میں سات مسائل اختلافیہ کا فیصلہ ہے۔ مگر چونکہ اس وقت ان میں سے صرف دو مسئلہ میں اختلاف ہے یعنے قیام میلاد شریف اور جماعت ثانیہ اسلئے ان ہی دونوں مسئلوں کا فیصلہ حضرت کی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ سے نقل کیا جا رہا ہے نیز مولود شریف اور قیام اور صلوٰۃ و سلام بصیغہ خطاب وغیرہ کے بارے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کتاب امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق میں بھی ہیں اسلئے پہلے امداد المشتاق سے ان ملفوظات کو تحریر کر کے تب فیصلہ مولود شریف اور فیصلہ جماعت ثانیہ پیش کر رہا ہوں۔ ان دونوں مسئلوں کے فیصلہ کے بعد حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتوی اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنے کے بارے میں اور نماز احتیاط الظہر بعد الجمعہ کے بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند اور حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد یعقوب صدر مدرس دیوبند اور حضرت حکیم الامۃ اور حضرت مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہم کے بیانات و فتوے پیش کرتا ہوں۔

اور ولا الضالین کے بارے میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن مفتی اعظم دیوبند اور حضرت مولانا محمد یعقوب سابق مدرس مدرسہ دیوبند رحمۃ اللہ علیہما کی تحقیق درج کر رہا ہوں اور سب کے آخر میں بالکل کی موالدی کے متعلق حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن رحمۃ اللہ علیہما کے فتوی پیش کر رہا ہوں اور خاتمہ میں احتیاط الظہر کے متعلق چند کتب معتبرہ سے عبارات فقہیہ پیش کر کے رسالہ ہذا کو ختم کرتا ہوں۔

کتاب امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق کے تعارف میں

رسالہ التالیفات اشرفیہ صہ۹ میں مرقوم ہے یہ قطب العالم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا جناب حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ قبرہ کے حالات و مقالات ملفوظات و مکتوبات طیبات کا مجموعہ ہے۔ مرقومات فارسی کا ترجمہ اردو میں اسی کے مقابل دوسرے کالم میں درج فرمایا ہے یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم و عرفان عشق و ایمان کا گنجینہ اور جامع شریعت و طریقت کا آئینہ ہے۔

ملفوظات از امداد المشتاق

صفحہ ۲۷ میں ملفوظ (۳۴) فرمایا کہ علماء آپس میں تنازع کر کے العلم حجاب الاکبر کے مصداق بنجاتے ہیں۔ ملفوظ (۳۵) اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفیہ بدعات اختیار کرتے ہیں یہ کسی طرح یقین نہیں ہوتا کیونکہ صوفی کو جب صفائی قلب میسر ہو وے جو کچھ کہے گا حق کہے گا اور زبان حق سے کہیگا۔

(حاشیہ) قولہ جو کچھ کہیگا حق کہیگا اور زبان حق سے کہیگا۔ اقول اور جو بدعات کے مرتکب ہیں وہ حقیقی صوفی ہی نہیں ۱۲ منہ یعنے از مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ۔

صفحہ ۵۰ ملفوظ (۴۴) فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجکو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

صفحہ ۵۵ ملفوظ (۵۵) فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا

تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے ۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں ۔

صفحہ ۵۹ ملفوظ (۶۵) فرمایا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر عالم امر مقید بجہت وطرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اسکے جواز میں شک نہیں ہے ۔

صفحہ ۸۰ ملفوظ (۱۶۹) جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا (روم) کی نیاز بھی کیجاوے گی گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپنے فرمایا کہ نیاز کے دو معنے ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے ۔ دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اسکی تعظیم کیواسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم وعالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا ۔

اب فیصلہ ہفت مسئلہ سے مولد شریف اور جماعت ثانیہ کا فیصلہ پیش کر رہا ہوں لیکن قبل اسکے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو خطبہ و مقدمہ ارقام فرمایا ہے اسکو بھی نقل کر رہا ہوں تاکہ ناظرین کو پورا فائدہ حاصل ہو ۔ اس مقدمہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اپنی جماعت والوں کو اس پر عمل کرنے کیلئے خصوصیت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے وہاں دوسروں کیلئے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمائیں ۔

عبارات فیصلہ ہفت مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہٗ ورسولہ

اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً ... اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دنیوی و دینی ہے اور آجکل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کے شر اور دقتیں پیدا ہو رہی ہیں اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی اور خصوصاً اپنے تعلق والوں کی یہ حالت دیکھکر نہایت صدمہ ہوتا ہے اسلئے فقیر کے دلمیں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلمبند کرکے شائع کردیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جاوے ہر چند کہ اسوقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں مگر فقیر نے ان ہی مسائل کو لیا جنمیں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ ہو گیا ہے کہ اسکا احاطہ مشکل ہے دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں اولاً وہ معدود دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں تاریخ عملی و علمی ترتیب بیان میں اسکا لحاظ رکھا ہے کہ جنمیں سب سے زیادہ گفتگو ہے انکو مقدم رکھا جسمیں اس سے کم ہے اسکے بعد علیٰ ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل میں جو عملدرآمد مناسب ہے لکھدیا حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور

حضرت بھی اگر اسکو موجب فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرما دیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اسمیں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقییدات میں ہے جنمیں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں لقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اسکو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے۔ کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السّلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فہو ردّ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر انکے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اسکی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحق سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے لخاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولد میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہو تو مصلحت اندیشان پیشین کا اقتدا ہے انکے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور اگر ان تخصیصات کو قربت مقصودہ جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بیشک اسوقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہوا یا بخور و شرینی کا انتظام نہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے

جیسے عمل مباح کو حرام او ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے۔ غرض دونوں صورتوں میں بعض
حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری یعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف
علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ انکی رعایت نہ
کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہوکر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر
پڑھیں تو وہ اثر خاص نہوگا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس
توقف کی وجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت
کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق
پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہوگا اسکے بدعت کہنے
کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدون دریافت کیے ہوئے
یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی کرنی اچھی نہیں مثلاً بعض
لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب
نہیں۔ پھر ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہا نے
فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد
وجوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب
ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم وعادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی
وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار
ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے اسلئے ملامت کرتا ہے
مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے
تو اسپر ملامت اس وجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تونے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ وضع مجلس کی
مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں تو شیرینی
تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح
کو ترک کیا یا مثلاً انجن کہنا کسی زمانے میں مخصوص معتزلہ کیساتھ تھا اگر کوئی ناواقف کسی شخص کو انجن
کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی انکی قسم کا ہے اور اس سے انکے دوسرے

پر استدلال کرکے مخالفت کرنا بہرحال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے
اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اسکے حق میں بدعت ہو جائیگا
جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں انکے حق میں مباح و مستحسن رہیگا۔ مثلاً بعض متشددین رجعت قہقری کو ضروری
سمجھتے ہیں تو کیا یہ رجعت سب کے حق میں بدعت ہو جاویگی اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض
زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا میں واقع
ہوتا ہے عموماً سب مجالس پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض
واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا انکے وعظ میں بوجہ اختلاط مرد و عورتوں کے
کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوینگی ع بہر کیکے تو گلیمے را مسوز۔ رہا یہ
اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد
کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا
وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے
یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اسکے
آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اسکے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھا دیں بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے
اور اس سے آپکی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے
کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے
وہ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے البتہ
ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسیکو دلیل ملجاوے
مثلاً خود کشف ہو جائے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل۔
ایک غلط خیال ہی غلطی سے رجوع کرنا اسکو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا بس تحقیق
مختصر اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ
ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا عمل درآمد جو
اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل

شرعی بھی ہیں گو قوت وضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو انکو تحقیق ہوا ہو اسپر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض وکینہ نہ رکھیں نہ نفرت وتحقیر کی نگاہ سے اسکو دیکھیں نہ تفسیق وتضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی وشافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات ومکاتبت وسلام وموافقت ومحبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید ومباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر ودستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہونا محتمل نہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اسوقت قیام میں شریک ہو جاوے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کرلی ہیں انکو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا انکا زیادہ مفید ہوگا جو خود مولد وقیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں انکو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نکریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہو وہاں ایجاد نکریں غرض فتنے سے بچیں قصۂ حطیم اسکی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے منع کی تاویل کرلیا کریں کہ یا تو انکو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا احتیاطاً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب انسے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تجویز کی تاویل کرلیا کریں کہ یا تو انکو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے عمل کرتے ہیں اور حسن ظن بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو متدین ومحقق سمجھیں اسکی تحقیق پر عمل کریں اور دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نکریں خصوصاً دوسرے فریق کے علما کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں اور تعصب اور عادت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں کہ یہ کام علما کا ہے عوام کو علما پر بدگمانی اور مسائل میں شبہہ پیدا ہوتا ہے اور اس مسئلے میں جو تحقیق اور عملدرآمد تحریر کیا گیا ہے کچھ اس مسئلے ہی کے ساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے

جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہیں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و ذکر او تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنمیں اس وقت شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں ۔ فاحفظہ تنتفع انشاء اللہ تعالیٰ ۔

مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کے ساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و تصحیح دونوں جانب کی موجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نا زیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں یوں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اسکے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہتہ کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی شخص ایسا لا اُبالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی سے چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا عملدرآمد اس مسئلے میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کی وجہ سے محجوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے ۔

—— ٥٥٥ ——

مسئلہ ولا الضالین (سوال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ (ض) ضاد معجمہ کا مشابہ الصوت ذال، معجمہ، ظا کا ساتھ ہے یا دال (د) مہملہ کا ساتھ ہے بحوالۂ کتاب دلیل جواب لکھی ہوئی ارشاد فرما کر سرفراز کریں۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔ (محررا حقر الناس دوجان شمس الحق عفی عنہ)

الجواب

عزیز الفتاویٰ میں حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب و حضرت العلامہ مولانا محمد یعقوب صاحب سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند کی تحقیق درج ہے مزید افادہ کیواسطے نقل ہے۔ بیشک ان دونوں حرفوں یعنی دال مفخم۔ ضاد) میں مشابہت ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ فرق ان میں دشوار ہے ادھر یہ بھی حکم ہے کہ ہر ایک حرف کو اسکے مخرج سے پڑھنا چاہیئے بالقصد ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو نہ پڑھو خصوصاً ضاد کی جگہ ظا، پڑھنے میں سخت اندیشہ ہے کہ بعض روایات میں اس میں خوف کفر لکھا ہے جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔
وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظا المعجمہ مکان الضاد المعجمۃ او یقرأ اصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لایجوز امامتہ ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمدہ کفراً فلا کلام فیہ اذا لم یکن فیہ لغتان ففی صفتین الخلاف شامی الخ۔
شرح فقہ اکبر ص۲۰۵ فصل القرأۃ والصلوٰۃ۔ اس خوف اور معروف تفسیر کیوجہ سے غالباً علماء و قراء عرب نے قاطبۃً دال مفخم کو اس کی جگہ اختیار فرمایا ہے اور میں نے اپنے استاد علّام حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ علماء و قراء عرب نے اس پر اتفاق فرمایا ہے کہ ضاد معجمہ کو دال مفخم کی صورت سے ادا کرنا چاہیئے غالباً وجہ اس اتفاق کی خوف مذکور ہے۔ لہٰذا اس میں بہت احتیاط لازم ہے اور قصداً ضاد کو ظا، پڑھنے سے قطعاً

احتراز لازم ہے اگر بلا قصد بلکہ باوجود قصد۔ اخر اجہا عن المزج مشابہ ظار کے ہوجاوے تو نماز فاسد ہوگی ومبنى السعى فى تصحيح مخرجه وتنفظ فقط
یکم ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ فاروق احمد مہر دیوبند

مسئلہ نماز آخر الظہر بعد الجمعہ

فتوی حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدس سرہٗ از امداد الفتاوی جلد اول صفحہ ۲۳۳

سوال۔ احتیاطی ظہر پڑھنا قرآن وحدیث کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جہاں صحت جمعہ میں شبہ ہو ایسا کرنا جمع بین الاولہ ہونے کی وجہ سے ثابت ہے۔
حدیث۔ الولد للفراش واحتجبی منہ یا سودہ اس کی اصل ہے۔

بیان حضرت مولانا حافظ الحاج محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند

(از مکتوبات یعقوبی صفحہ ۱۵ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون)

مسئلہ جمعہ کا جو تم نے استفسار کیا ہے اصل اسکی یہ ہے کہ چند شروط خاص مذہب حنفیہ کی ہیں اور جمعہ کا فرض ہونا قطعی ہے اور شروط اختلافی ہیں ایسی جائے احتیاط شرط ہے۔ علماء حنفیہ نے اس مسئلہ میں تقلید ائمہ باقی کی کی ہے اور اسی سبب جمعہ کو بجماعت اور خطبہ کے ادا کرتے ہیں اور اگر ظہر پڑھتے ہیں تو بنظر احتیاط یہ معنی نہیں کہ جمعہ اور ظہر دونوں مشکوک ہیں بلکہ جمعہ غالباً صحیح ہے اور چار رکعت ظہر کی احتیاط ہے اسی لئے اس کو بجماعت ادا نہیں کرتے اور کوئی کرے تو اس کی غلطی ہے۔

عبارت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ دیوبند

(از لطائف قاسمیہ صـ ۲۶ مطبوعہ مجتبائی)

معروضے دیگر بخدمت خدام عرض میکنم فہم اہل اشارات از کلام ربانی چوں ہمہ مردم را میسر نیست واحادیث مصرحہ این معنی بحد تواتر نرسیدہ لہذا افہام علماء مختلف شدند عوام را گنجائش امید مغفرت بر نہادن در صورت وجوب نزدیکے و عدم وجوب نزدیکی ایہم رسید و رفتہ رفتہ کاہلی نوبت تا بآن رسید کہ متعصبان حنفیہ عمداً ترک و تہاون جمعہ آغاز کردن و این ندانستند کہ اندرین صورت بفحوای المتقی من تیقی الشبہات در ہمچوں نہ تنہا جمعہ ضروری ست بلکہ فرض ظہر ہم واجب گردید یعنی این مسلم کہ در ہمچو صور قطعیت فرضیہ بایں معنی کہ اگر شرطے از شرط مذکورہ فوت شدہ تاہم ادای جمعہ ہمچو نماز ہای پنجگانہ فرض است و منکر آن کافر قابل اعتماد نیست مگر ارشاد دع ما یریبک الی ما لا یریبک قانونی بہر مواقع شک تجویز فرمودہ و آں اینکہ اگر در فرضیت احد الامرین بلا تعیین یقین کامل حاصل باشد و بہ نسبت یکان یکان یقین کامل نبود بلکہ ظن یا شک باشد ہر دو را ادا باید کرد با دائے یک امر فارغ نتواں نشست۔

فتویٰ حضرت علامہ فہامہ مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

از مجموعہ فتاوی جلد اول صـ ۱۸۳ مطبوعہ یوسفی پریس لکھنو

استفتاء ۱۳۴

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز بعد فرض کے چار رکعت آخری ظہر اس نیت سے پڑھے کہ یہ چار رکعت بھی فرض ہے اور جو کوئی اسکے پڑھنے کو منع کرے یا فرض کہنے کو منع کرے تو اس منع کرنے والے کو گمراہ اور لا مذہب کہے تو اسکے لئے کچھ گناہ ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

ہوالمصوب اگرچہ اس مسئلہ میں جواز و عدم جواز میں چار رکعت آخری ظہر کی علماء کا بہت سا اختلاف ہے لیکن صاحب ردالمحتار نے بعد رد و قدح بہت کے پڑھنا آخری ظہر کا خوب تحقیق سے ثابت کیا ہے بلکہ وقت قائم ہونے شک اشتباہ جمعہ کے صحیح ہونے میں واجب لکھا ہے جیسا کہ کہا وبالجملۃ فقد ثبت انہ ینبغی الاتیان بھذہ الاربع الخ اما عند قیام الشک والاشتباہ فی صحۃ الجمعۃ فالظاہر الوجوب الخ اور واجب عمل میں حکم فرض کا رکھتا ہے اور اطلاق فرض کا بھی اس پر صحیح ہے جیسا کہ وتر کی نماز عمل میں فرض ہے اور اعتقاد میں واجب کہا صاحب مذکور نے واعلم ان الفرض نوعان فرض عملاً وعلماً و فرض عملاً فقط اما الاول کالصلوٰۃ الخمس الخ والثانی کالوتر فانہ فرض کما ذکرناہ ولیس بفرض علماً الخ تو اس راہ سے اگر ان چاروں رکعت واجب کو بھی فرض کہے اور فرض کی نیت سے پڑھے تو درست ہے اور منع کرنا درست نہیں ہاں اگر فرض علمی و عملی جانے تو منع کرنے والے کو گمراہ اور لامذہب کہنا درست نہیں کما لایخفی اور چونکہ نیت میں آخری ظہر کے عوام الناس بلکہ بعضے خواص بھی بہت کچھ اختلاف کرتے ہیں اسواسطے لکھتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ فرض کی نیت سے ادا کرے تا جمعہ صحیح ہونے کی صورت میں ظہر کے فرض سے خلاصی پاوے اور یہی مقتضیٰ دلیلوں کا ہے جو اس میں لکھا ہے ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصراً ینبغی لھم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر احتیاطاً حتی لو لم تقع الجمعۃ موقعھا یخرجون عن عہدۃ فرض الوقت باداء الظہر بلکہ تصریح لفظ فرض کی بھی اسی نے فتح سے نقل کی ہے جیسا کہ کہا ثم نقل المقدسی عن الفتح انہ ینبغی ان یصلی اربعاً ینوی بھا آخر فرض ادرکت وقتہ ولم اؤدہ ان تردد فی کونہ مصراً و تعددت الجمعۃ پس حاصل یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ کے صحیح ہونے میں شک واقع ہووے جیسا کہ اکثر دیہات اور قریہ میں بنگالہ کے کہ ایسی کوئی تعریف مصر کی بخوبی نہیں پائی جاتی ہے اور بے ضرورت کے ایک ایک بستی میں دو تین جگہ خالی ضد یا دل سے جمعہ

پڑھتے ہیں تو وہاں آخری ظہر چار رکعت پڑھنا واجب ہے اور نیت فرض کی بھی کیا جائے تاکہ فرض سے ظہر کی خلاصی یا وے اور بہتر یہ ہے کہ بعد فرض جمعہ کے دس رکعت نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ چار رکعت سنت بعد الجمعہ کے پھر چار رکعت فرض آخری ظہر کی پھر دو رکعت سنت الوقت کو ادا کرے تاکہ ظہر پورا پورا بلا کم و کاست ادا ہو جاوے اور ہر ایک چار رکعت میں آخری ظہر کے سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی ملا دے، کیونکہ اگر یہ فرض میں داخل ہوئی تو ضم سورہ سے کوئی حرج نہیں، اگر نفل بے سورہ کے درست نہو گا جیسا کہ اسی رد المحتار میں تصریح کیا ہے قال فی شرح المنیۃ الصغیر والاولی ان یصلی بعد الجمعۃ سنتہا ثم الاربع بھذہ النیۃ ای قبۃ آخر ظہر ادرکتہ ولم اصلہ ثم رکعتین سنۃ الوقت وینبغی ان یقرء السورۃ مع الفاتحۃ فی ھذہ الاربع ان لم یکن علیہ قضاء فان وقعت فرضا فالسورۃ لا تضر وان وقعت نفلا فقراءۃ السورۃ واجبۃ فقط واللہ اعلم بالصواب نمقہ الراجی الی اللہ الصمد محمد عبد الحلیم انعام الدین احمد عفا عنہ الکریم وتجاوز اللہ عن سیأتہ لفضلہ العمیم محمد عبد الحلیم

الجواب صحیح والمجیب نجیح حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

—— ٥٥ ——

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنا سنت ہے

فتویٰ حکیم الامتہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

(الامداد الفتاوی جلد اول ص ۹۸)

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلفائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ دعا مانگنا ہاتھ اٹھا کر بعد اذان کے کیسا ہے

الجواب - بالتخصیص دعائے اذان میں ہاتھ اٹھانا تو دیکھا نہیں گیا مگر مطلقاً دعا میں ہاتھ اٹھانا احادیث قولیہ فعلیہ مرفوعہ وموقوفہ کثیرہ شہیرہ سے ثابت ہے من غیر تخصیص بدعاء دون دعاء پس دعائے اذان میں بھی ہاتھ اٹھانا سنت ہوگا۔ لاطلاق الدلائل وعن انسؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ حتی یرے بیاض ابطیہ وعن السائب بن یزید عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجہہ بیدیہ رواھا البیہقی وعن عکرمۃ عن ابن عباس قال المسئلۃ ان ترفع یدیک حذو منکبیک اونحوھا الحدیث رواہ ابوداؤد کلھا فی المشکوٰۃ کتاب الدعوات وورا ءھا احادیث متکاثرۃ متواترۃ فی ھذا الباب یفضی ذکرھا الی الاطناب -

٢٧ ذی الحجہ سنہ ١٣٠٨ھ

مسئلہ پالکی کی سواری کا

— سوال —

ادام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ - اس مسئلہ میں کہ پالکی پر سواری کرنا علماء فضلاء کیلئے جائز ہے یا حرام - عوام مردوں کو جائز ہے یا حرام اور عورتوں کا سوار ہونا جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ علی الاطلاق حرام کیونکہ یہ آدمی کی سواری ہے اسکا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ بڑا اختلاف ہو رہا ہے عرض ہے کہ مع عبارت کتب معتبرہ مفصل جواب تحریر فرما کر اختلاف رفع فرماویں گے - فقط

— الجواب —

قواعد شرعیہ مقتضی اسکے جواز کو ہیں اور کوئی ممانعت اسکی وارد نہیں ہے لہذا اسکے جواز میں کچھ شبہہ نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کفار کے بارہ میں

خود نص میں وارد ہے اولٰئک کالانعام بل ہم اضل کی مشہور تفسیر لفظ میں سے
ثابت ہے۔ پس اگر کسی آدمی کو بوجھ اٹھانے کے لئے یا کسی آدمی کے اٹھانے کے
لئے اجیر رکھا جاوے تو شرعاً اسمیں کچھ حرج نہیں ہے نیز یہ عموماً انسان کو اجیر
بنانے کی دلیل ہے کافر ہو یا مسلم فقط واللہ تعالیٰ اعلم

— کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

۹ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ

جواب دوم از مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

— سوال —

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پالکی پر سوار ہونا جائز ہے یا ناجائز و
حرام ہے بعض لوگ کہتے ہیں آدمی کی سواری ہے یہ حرام ہے جائز نہیں حدیث فقہ میں نہیں
اسکا ذکر نہیں۔ آیا عرض ہے کہ مرد۔ علماء وغیرہ کا سوار ہونا جائز ہے یا عورت کو غیر مرد کی سواری
پر چڑھنا جائز یہاں علماء میں بڑا اختلاف ہے اسلئے عرض ہے کہ مع دلائل مفصلاً جواب مرحمت ہو

— الجواب —

پالکی پر سوار ہونا مرد اور عورت دونوں کیلئے مباح ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ میں اسکی
کوئی مخالفت نہیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث سے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ
افک میں مروی ہے ثابت ہوتا ہے کہ انکے ہودج کو مرد اٹھا کر اونٹ پر باندھتے تھے اور ہودج
پرسے اتارتے تھے اس سے اس امر پر استشہاد ہو سکتا ہے کہ جس چیز کے اندر عورت بیٹھی ہو اسکو
غیر مرد اٹھا سکتے ہیں۔ آدمی کی سواری ہونا کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(نوٹ) پالکی کی سواری کے جواز کا ایک مفصل فتویٰ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
جلد اول ص ۱۷۰ میں بھی درج ہے۔

ضمائم

نماز آخر الظہر کے بارے میں فقہ کی چند کتب معتبرہ سے عبارات پیش کی جاتی ہیں

فان علم البعض كالسلطان والمفتي بان بعض ... الشك في الجمعة لا يترك الجمعة لمكان الشك فيصلي الجمعة ويصلي الظهر بعدها احتياطا یہ مبسوط بھی ۱۵ جلدوں میں ہے نام خواہرزادہ کا ابوبکر محمد بن حسین ہے آپ کے متعلق جواہر المضیہ جلد ۲ ص ۴۳	**مبسوط کبیر** یقال لہا مبسوط شیخ الاسلام والمبسوط الکبری ومبسوط خواہر زادہ

میں تحریر ہے ابوبکر محمد بن حسین ابن اخت القاضی ابی ثابت محمد بن احمد البخاری وقد تکرر ذکرہ بلقبہ ہکذا فی الہدایہ وہو مراد صاحب الہدایہ قال السمعانی کان فاضلا اماما حنفیا ولہ طریقۃ حسنۃ سمع اباہ و ابا علی و ابا الفضل منصور بن نصر الکاغذی - روی عنہ ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد البیکندی مات فی جمادی الاولی سنۃ ثلاث وثمانین واربع مائۃ -

فاذا اشتبه على الانسان ذلك ينبغي ان يصلي اربعا بعد الجمعة وينوي بها آخر فرض ادركت وقته ولم اؤده بعد فان لم	**فتح القدير**

تصح الجمعة وقعت ظهرہ وان صحت كانت نفلا وهل تنوب عن سنة الجمعة قدمنا الكلام في باب شروط الصلوة فارجع اليه ولكن اذا تعددت الجمعة وشك في ان جمعته سابقا ولا ينبغي ان يصلي ما قلنا واصله ان عند ابي حنيفة لا يجوز تعددها في مصر واحد ولكن روى اصحاب الامالي عن ابي يوسف انه لا يجوز في مسجدين في مصر الا ان يكون بينهما نهر كبير حتى يكون كمصرين فكان يأمر بقطع الجسر ببغداد لذلك فان لم يكن فالجمعة لمن سبق فان صلوا معا ولم تدر السابقة فسدتا وعنه انه يجوز في موضعين اذا كان المصر عظيما لا في ثلثة وعن محمد يجوز تعددها مطلقا ورواه عن ابي حنيفة ولهذا قال السرخسي الصحيح من مذهب ابي حنيفة جواز اقامتها في مصر واحد في مسجدين واكثر وبه نأخذ .

نام صاحب فتح القدیر کا امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ہے ابن ہمام کے نام سے مشہور ہیں پیدائش آپکی بقول امام سیوطی ۷۹۰ھ اور وفات ۸۶۱ھ صاحب بحر الرائق نے ابن ہمام کو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے۔ اور شامی کے حاشیہ میں ہے کہ کئی بار میں نے کہا ہے کہ ابن ہمام ارباب ترجیح سے ہیں جیسا کہ تصانیف ہے بلکہ انکے بعض ہمعصر نے کہا ہے کہ وہ اہل اجتہاد سے ہیں یعنی مجتہد فی المسائل - (مفید المفتی)